روزنامہ

الفضل ربوہ

ایڈیٹر: نسیم سیفی

فون ۲۴۹

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۱/۷۶	ہفتہ ۲۱ محرم الحرام ۱۴۱۲ھ، ۳ ظہور ۱۳۷۰ ہش، ۳ اگست ۱۹۹۱ء	نمبر ۱۷۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کی صحت کے بارے میں تازہ اطلاع

ربوہ: یکم اگست: محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر امور عامہ کی صحت کے بارہ میں آج دن کے گیارہ بجے کے قریب محترم ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب کی طرف سے موصول ہونے والی اطلاع کے مطابق

اب طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت بہتر ہے اور اب محترم صاحبزادہ صاحب کو ہسپتال سے گھر منتقل ہونے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ تاہم ابھی مزید چند ہفتے وہ اسلام آباد ہی میں رہیں گے۔ جس کے اختتام پر مزید تفصیلی ٹیسٹ ہوں گے اور پھر ربوہ جانے کی اجازت ہوگی۔

احباب کرام محترم صاحبزادہ صاحب کی کامل صحت یابی کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ محترم میاں صاحب کو کام کرنے والی طویل عمر سے نوازے۔

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"جب اللہ تعالیٰ کا فضل قریب آتا ہے تو وہ دعا کی قبولیت کے اسباب بہم پہنچا دیتا ہے۔ دِل میں ایک رقّت اور سوز و گداز پیدا ہو جاتا ہے، لیکن جب دعا کی قبولیّت کا وقت نہیں ہوتا تو دل میں اطمینان اور رجوع پیدا نہیں ہوتا۔ طبیعت پر کتنا ہی زور ڈالو مگر طبیعت متوجہ نہیں ہوتی۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ کبھی خدا تعالیٰ اپنی قضاء و قدر منوانا چاہتا ہے اور کبھی دُعا قبول کرتا ہے اس لئے مَیں تو جب تک اذنِ الٰہی کے آثار نہ پاؤں، قبولیّت کی کم اُمید کرتا ہوں اور اُس کی قضاء و قدر پر اس سے زیادہ خوشی کے ساتھ جو قبولیّتِ دعا میں ہوتی ہے راضی ہو جاتا ہوں، کیونکہ اس رضا بالقضاء کے ثمرات اور برکات اس سے بہت زیادہ ہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۰۴)

"اپنے تو درکنار مَیں تو یہ کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی اعلیٰ اخلاق کا نمونہ دکھاؤ۔ اور اُن سے ہمدردی کرو۔ لاابالی مزاج ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔

ایک مرتبہ مَیں باہر سیر کو جا رہا تھا۔ ایک پٹواری عبدالکریم میرے ساتھ تھا وہ ذرا آگے تھا اور مَیں پیچھے۔ راستہ میں ایک بڑھیا کوئی ۷۰ و ۷۵ برس کی ضعیفہ ملی۔ اُس نے ایک خط اُسے پڑھنے کو کہا، مگر اُس نے اُس کو جھڑکیاں دے کر ہٹا دیا۔ میرے دل پر چوٹ سی لگی۔ اُس نے وہ خط مجھے دیا۔ مَیں اُس کو لے کر ٹھہر گیا۔ اور اس کو پڑھ کر اچھی طرح سمجھا دیا۔ اس پر پٹواری کو بہت شرمندہ ہونا پڑا، کیونکہ ٹھہرنا تو پڑا اور ثواب سے بھی محروم رہا۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۰۵)

سانحۂ ارتحال

مکرم سید محمد یونس صاحب ریلوے روڈ دارالرحمت وسطی ربوہ ابن حضرت ڈاکٹر غلام غوث صاحب (رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۹۱ء کو وفات پا گئے۔ ان کی عمر ۷۲ سال تھی۔ نماز جنازہ بعد نماز عصر بیت المہدی گول بازار میں مکرم سید احمد علی شاہ صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد نے پڑھائی۔ اسکے بعد عام قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ تدفین کے بعد بھی مکرم سید احمد علی شاہ صاحب نے ہی دعا کروائی۔

احباب ان کی بلندی درجات کے لئے دعا کریں۔

ریٹائر ہونیکے بعد مکرم شیخ مبارک احمد صاحب کا پتہ درج ذیل ہے۔ ۴۴۲۰ سائوتھ ۳۱۸۱ سٹریٹ ۱۰۲۔ آرسنگٹن ۔ A ۲۲۲۰۶

ابتلاؤں کو ایک لعنت نہیں بلکہ انعام الٰہی گردانیں

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"یہ بات ہمیشہ پیشِ نظر رہنی چاہئے کہ آزمائش کا یہ دور عذاب اور سزا کے دور سے مختلف ہے، عذاب اس تکلیف کو کہا جاتا ہے جس میں انسان ناکام ہونے کے بعد مبتلا کیا جاتا ہے اور اس کے نتیجے میں مرتبے اور مقامات گرتے چلے جاتے ہیں، بڑھتے نہیں ہیں۔ وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے قہر کا نشانہ بنائے جاتے ہیں وہ آیات نہیں بنتے بلکہ "آیات الشیاطین" بن جاتے ہیں اور ان کے کردار دن بدن گندے ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ان کے اندر سے تمام صفاتِ حسنہ غائب ہوتی چلی جاتی ہیں اور صفاتِ سیّئہ یعنی بُری صفات کو جگہ دیتی چلی جاتی ہیں یہاں تک کہ دن بدن قوم کا حلیہ بگڑتا چلا جاتا ہے اور وہ ہر اعلیٰ مقام سے ہر ادنیٰ مقام کی طرف گرتی چلی جاتی ہے۔ اس لئے ابتلاء کو عذاب سے مشابہ دیکھنا ایک بہت بڑی حماقت ہے اور کم فہمی ہے بلکہ اندھے پن کی ایک نشانی ہے۔ خدا تعالیٰ کی الٰہی جماعتوں پر بھی آزمائش کے دَور آتے ہیں۔ وہ بھی تکلیفوں کے دَور سے گذرتے ہیں جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر کئی قسم کی آزمائشیں آئیں اور تقریباً تمام زندگی تکلیفوں میں گذری اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم پر بھی طرح طرح کی بلائیں نازل ہوئیں اور اس قدر تکلیفوں کا دَور آپ نے دیکھا کہ اس کے تصوّر سے بھی انسان کے بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے لیکن ہر آزمائش کے دَور پر آپ کامیاب اترتے چلے گئے۔ اور آپ کا مقام بڑھتا چلا گیا۔ اور آپ کے ماننے والوں

باقی ص۸ پر

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۳ ظہور ۱۳۷۰ ہش — ۳ ر اگست ۱۹۹۱ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نفسِ مطمئنہ کا حصول

ہمارا نفس کیا ہے؟ ہماری قلبی کیفیت کیا ہے؟ نیکی یا بدی کے رجحان کی کیا حالت ہے؟ ہم نیکی کی طرف کس حد تک مائل ہیں اور بدی کی طرف کس حد تک؟ اگر ہم ان باتوں پر غور کرتے رہیں تو ہمارا اپنا یہ تجزیہ ہماری زندگی کو ہمیشہ صحیح خطوط پر رکھے گا۔ ہمیں اس بات پر اطمینان رہے گا کہ ہم وہی کچھ کر رہے ہیں جو ہمیں کرنا چاہیئے۔ اور اگر کبھی وہ کچھ کرنے لگیں جو ہمیں نہیں کرنا چاہیئے تو ہم فوراً اپنا راستہ بدل لیں گے اور برائی سے بچ جائیں گے۔

ہمیں یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ ہماری قلبی کیفیات کس طرح بدلتی ہیں اور کس کیفیت سے کسی دوسری کیفیت میں کس طرح تبدیلی کی جاسکتی ہے۔ اس سب کچھ کو سمجھنے کے لئے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے۔ فرماتے ہیں:-

"نفس کی تین قسمیں ہیں، امّارہ، لوّامہ، مطمئنہ۔ مطمئنہ کی ایک حالت نفسِ زکیّہ کہلاتی ہے۔ نفسِ زکیّہ بچوں کا نفس ہوتا ہے جس کو کوئی ہوا نہیں لگی ہوتی ہے اور وہ ہر قسم کے نشیب و فراز سے ناواقف ایک ہموار سطح پر چلتے ہیں۔ نفسِ امّارہ وہ ہے جبکہ دنیا کی ہوا لگتی ہے۔ نفسِ لوّامہ وہ نفس ہے جبکہ ہوش آتا ہے اور لغزشوں کو سوچتا ہے اور کوشش کرتا ہے اور بدیوں سے بچنے کے لئے دعا کرتا ہے اپنی کمزوریوں سے آگاہ ہوتا ہے اور نفسِ مطمئنہ وہ ہوتا ہے جبکہ ہر قسم کی بدیوں سے بچنے کی بفضلِ الٰہی قوّت اور طاقت پاتا ہے اور ہر قسم کی آفتوں اور مصیبتوں سے اپنے آپ کو امن میں پاتا ہے اور اس طرح پر ایک برودت اور اطمینان قلب کو حاصل ہوتا ہے کہ کسی قسم کی گھبراہٹ اور اضطراب باقی نہ رہے۔"

گویا کہ نفسِ مطمئنہ حاصل ہو جائے تو کیا کہنا۔ یہی ارضی جنت میں رہنے والی ہے۔ ہر بات درست، ہر کام صحیح، ہر نیکی کی توفیق، ہر بدی سے گریز کی طاقت۔

لیکن اگر نفسِ مطمئنہ حاصل نہ ہو تو کم از کم نفسِ لوّامہ کی کوشش کرتے رہنا ہمارا فرض ہے۔ اور اس غرض کے لئے کوشش کے ساتھ دعا کا عنصر بھی شامل ہو جانا چاہیئے۔ دعا اللہ تعالیٰ کا فضل جذب کرتی ہے اور عزم مصمم عطا کرتی ہے۔ نفسِ امّارہ سے چھٹکارا حاصل کرنا نہایت ضروری ہے اس نفس کی موجودگی کا عرصہ کم سے کم ہونا چاہیئے جتنی جلدی انسان اس لڑکھڑاہٹ سے چھٹکارا حاصل کر لے اتنا ہی بہتر ہے۔

پس ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ پہلے نفسِ امّارہ نفسِ لوّامہ میں بدل جائے اور پھر آخرکار نفسِ لوّامہ بھی نفسِ مطمئنہ میں بدل جائے۔ اس منزل کو حاصل کرنا از بس ضروری ہے۔

جب بھی تنہائی کی شدّت سے گھبرانے پر
گھر کی خالی دیواروں سے باتیں کرتا ہوں
جانے کیسے سُن لیتے ہیں اندھے بہرے لوگ
شہر کے کونے کونے کے ہر شخص سے ڈرتا ہوں

ابوالاقبال

مَیں نے دل کی بات نہ مانی، دل نے تو سمجھایا تھا
رات کے پچھلے پہر مرے آنگن میں کوئی سایہ تھا

کس نے میرے دروازے پر دستک دی اور لوٹ گیا
گلی گلی اب پوچھ رہا ہوں کون یہاں تک آیا تھا

اس کو جانے کی جلدی تھی ماں جائی سے ملنا تھا
لیکن یہ کیوں سوچ نہ آئی مَیں بھی تو ماں جایا تھا

اس کی رحمت ڈھونڈنے نکلے تو مجھ کو پا لینی تھی
مَیں نے جب بھی اس کو ڈھونڈا اپنے آپ کو پایا تھا

اپنے غیر بھی ہو جائیں تو اپنوں جیسے کہتا ہوں
جانے کس نے اپنائیت کا مجھ کو راز بتایا تھا

تُو نے میری امیدوں پر مٹی ڈالی، دفن کیا
مَیں نے اپنے ارمانوں کو اشکوں سے نہلایا تھا

کیا تُو میرے دل کے دیس میں آنے سے کتراتا ہے
مَیں تو اِک دن چُھپتے چُھپتے تیرے دیس میں آیا تھا

مَیں نے اپنے گھر کی چھت پر بھی قندیلیں روشن کیں
لیکن تو اُس گھر میں آیا جہاں اندھیرا چھایا تھا

مَیں نے لوگوں کے دُکھ بانٹے ان کے آنسو پونچھے تھے
مَیں نے رو رو رات گذاری کس نے مجھے بہلایا تھا

دیکھو مرے محلّے والو شہر کی لاج بھی رکھنا ہے
ایک بہت ہی پیارے نے کس پیار سے یہ سمجھایا تھا

اب تو نسیم تری کم علمی تجھ پر ظاہر و باہر ہے
جانے تو آغاز میں کس برتے پر کیوں اِٹھلایا تھا

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عطاء المجیب راشد

جُوتی کا تسمہ

پچھلے دنوں (۱۹ مئی ۱۹۹۱ء کو) بیت الفضل لندن میں ایک روح پرور تقریب منعقد ہوئی دراصل یہ ان احمدی بھائیوں اور بہنوں کا اجتماع تھا۔ جنہوں نے گذشتہ چند سالوں میں فیضانِ احمدیت سے حصہ پایا ہے۔ ان نو احمدی بھائیوں کی زبانی ان کے حالات اور واقعات سن کر سامعین نے بہت لطف اٹھایا۔ احمدیت میں آنے والے ان نئے احمدی بھائیوں اور بہنوں کی تعلیم و تربیت کی غرض سے پروگرام کا ایک حصہ یہ بھی تھا کہ حاضرین (نئے اور پرانے احمدی) اپنی زندگیوں میں قبولیت دعا کے واقعات سنائیں۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق تو مذہب کی جان ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اس تعلق کے بغیر شجرِ ایمان بے ثمر اور بے رونق رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان ہے کہ اس کے فضل سے ہمارے تربیتی فورم کے پروگرام کا یہ حصہ خاص طور پر بہت ایمان افروز ثابت ہوا۔ اس مختصر نوٹ کا مقصد اس تقریب کی تفصیلی روداد لکھنا نہیں بلکہ ایک مختصر واقعہ کا ذکر کرنا ہے۔ جس نے ایک اور مختصر لیکن ایمان افروز واقعہ کی یاد تازہ کر دی۔

قبولیت دعا کے واقعات سنانے والوں میں ہمارے ایک بزرگ مکرم محترم کیپٹن محمد حسین صاحب چیمہ بھی تھے۔ انہوں نے جو واقعات سنائے ان میں سے ایک مختصر واقعہ یہ تھا کہ ایک روز وہ اپنے گھر سے لندن مشن آنے کیلئے روانہ ہوئے تو چلتے ہوئے یہ احساس ہوا کہ ان کے ایک بوٹ میں تسمہ نہیں ہے۔ اس وجہ سے ایک بوٹ ڈھیلا محسوس ہو رہا تھا اور چلنے میں بھی دقت ہو رہی تھی۔ تسمہ کی ضرورت کا خیال آتے ہی فوراً ان کا ذہن اس حدیث کی طرف گیا جسکا مضمون کچھ اس قسم کا ہے کہ ہمارے آقا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اپنی سب حاجات کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو۔ خواہ وہ ضرورت بڑی ہو یا چھوٹی۔ حتی کہ اگر تمہیں جوتی کے ایک تسمہ کی بھی ضرورت ہو تو وہ بھی اپنے خدا سے مانگو۔ چیمہ صاحب نے بیان کیا کہ اس خیال کے آتے ہی ذہن فوراً دعا کی طرف مائل ہو گیا اور وہ زیرِ لب دعا کرتے ہوئے لندن مشن کی طرف قدم بڑھانے لگے ابھی چند قدم آگے گئے تھے کہ دیکھا کہ سڑک کے کنارے ایک تسمہ گرا پڑا ہے اور وہ تھا بھی عین اسی رنگ اور طرز کا جس طرح کا دوسرا تسمہ ان کے بوٹ میں تھا۔ اس قدر جلد دعا کی قبولیت اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو لفظاً لفظاً پورا ہوتے دیکھ کر دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھر گیا۔

مکرم چیمہ صاحب نے یہ واقعہ سنا کر مجھے ایک اور دلچسپ واقعہ یاد کروا دیا۔ قریباً ڈیڑھ سال پہلے کی بات ہے میں ایک جماعتی دورہ پر غالباً لیڈز جماعت کے اجلاس میں شمولیت کے بعد بریڈ فورڈ جا رہا تھا۔ ہمارے انگریز احمدی بھائی مکرم طاہر سیلبی صاحب اپنی کار میں تھے اور میں مشن کی دوسری کار میں دیگر رفقاء کیساتھ تھا۔ موٹروے پر تیزی سے سفر کر رہے تھے اور بارش بھی خوب تیز برس رہی تھی کہ اچانک سیلبی صاحب نے اپنی کار سڑک کے کنارے کھڑی کر دی میں نے بھی کار روکی اور معلوم کیا کہ کیا بات ہے۔ پتہ لگا کہ ان کی کار میں انجن کے اوپر کا ڈھکن جسکو انگریزی میں BONNET کہتے ہیں کسی خرابی کی وجہ سے ڈھیلا ہو گیا ہے اور بار بار ہوا کے زور سے اوپر اٹھنے لگتا ہے ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں کار چلانا خطرے سے خالی نہیں تھا۔ سیلبی صاحب نے تھوڑی دیر اس خرابی کو دور کرنے میں لگائی اور مژدہ سنایا کہ خرابی ٹھیک ہو گئی ہے۔ روانہ ہوئے ہی تھے کہ تھوڑی دیر میں پھر رکنا پڑا۔ بتایا کہ جو وقتی سا علاج انہوں نے کیا تھا وہ کارگر ثابت نہیں ہوا اور خرابی اسی طرح قائم ہے۔ کہنے لگے کہ بونٹ کو اوپر اٹھنے سے روکنے کے لئے کسی رسی سے باندھنے کی ضرورت ہے۔ اب موٹروے کے کنارے اور برستی بارش میں، رسی کیسے تلاش کی جائے عجب مشکل آن پڑی جس کا کوئی حل نظر نہیں آتا تھا۔

انہوں نے بھی اور میں نے بھی اپنی اپنی کاروں میں ادھر ادھر رسی کی بہت تلاش کی لیکن نہیں مل سکی۔ بارش تیز سے تیز تر ہو رہی تھی اور رات کا اندھیرا مزید پریشانی کا موجب ہو رہا تھا۔ ایک چھوٹی سی رسی کے نہ ملنے کی وجہ سے ہم عجیب بے بسی کے عالم میں کھڑے تھے کہ اچانک ـــ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ـــ میری توجہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مذکورہ بالا حدیث کی طرف گئی۔ میں نے مکرم سیلبی صاحب کے بوٹوں کی طرف دیکھا تو وہاں تسمے دکھائی دیئے۔ فوراً خیال آیا کہ جوتی کے تسمہ سے بھی رسی کا کام لیا جا سکتا ہے۔ سیلبی صاحب نے فوراً ایک بوٹ کا تسمہ کھولا اور بڑی ہوشیاری سے اس سے رسی کا کام لیتے ہوئے بونٹ کو مضبوطی سے اس طرح باندھ دیا کہ تیز ہوا سے بھی اوپر نہ اٹھ سکے۔ چند منٹ میں ہم سوئے منزل روانہ ہو گئے اور سارا سفر خیریت سے گذرا۔

تیز بارش میں بھیگتے ہوئے تو لمبی وضاحت کا موقع نہ تھا۔ منزل پر پہنچ کر جب میں نے مکرم طاہر سیلبی صاحب کو تسمہ کے استعمال کے پس منظر میں راہنمائی کرنے والی حدیث سے آگاہ کیا تو وہ بھی اس سے خوب محظوظ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے شکر کے کئی دریچے ہم پر وا ہوئے۔ شکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے خیریت سے منزل پر بروقت پہنچا دیا۔ مزید شکر کیا کہ ہادیٔ اعظم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مبارک حدیث ہماری راہنما ثابت ہوئی اور کس طرح اس رسولِ برحق کی زبانِ مبارک سے نکلی ہوئی ـــ ایک بات ـــ جو حقیقت میں ایک مثال کے طور پر تھی، لفظاً لفظاً ہماری مشکل کا حل ثابت ہوئی۔ اس پس منظر میں جوتی کے ایک تسمہ نے ہماری اس وقت کی ضرورت کو جس طرح پورا کیا اس کی یاد آج بھی ایک پرلطف نقش کی طرح ذہن پر نقش ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہمیشہ ہماری زندگیاں اللہ تعالیٰ کے پاک کلام اور اس کے حبیبؐ کے زندگی بخش ارشادات کے سایہ میں بسر ہوں۔

میاں محمد ابراہیم

اساتذہ کا احترام

محترم میاں محمد ابراہیم صاحب سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ و سابق مربی امریکہ اپنی سوانح حیات میں لکھتے ہیں۔

چنیوٹ آجانے کے بعد لاہور میں ایک روز میں ملاقات کے لئے رتن باغ لاہور حاضر ہوا۔ ملاقاتیوں میں دیر سے پہنچنے کی وجہ سے میرا نمبر آخری تھا۔ حضور کی ملاقات سے فارغ ہو کر میں نے سوچا کہ سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ سے بھی ملتا جاؤں۔ وہ اوپر کی منزل پر رہائش پذیر تھیں سیڑھیاں چڑھ کر میں نے دروازے پر دستک دی۔ معلوم نہیں میری دستک کی آواز ان تک پہنچی یا نہیں پہنچی یا وہ کسی کام میں مصروف تھیں۔ بہر حال ایک دو منٹ تک دروازے پر کوئی نہ آیا۔ اتنے میں غیر متوقع طور پر حضور مکان کے اندر جانے کے لئے سیڑھیاں چڑھ کر اسی دروازے پر آ پہنچے اور مجھے دیکھ کر پوچھا ہیں! آپ کیسے؟ میں نے عرض کیا۔ میں سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ کو سلام کرنے آ گیا ہوں۔ حضور نے فرمایا پھر دستک دی ہے۔ میں نے عرض کیا، جی ہاں۔ اس پر حضور نے دروازہ کھولتے ہی بلند آواز سے اندر کی طرف جھانکتے ہوئے کہا۔ صدیقہ! کیا تمہیں معلوم نہیں تمہارے ماسٹر صاحب دروازے پر کھڑے ہیں۔ فوراً آؤ۔ سیدہ حضرت مریم صدیقہ صاحبہ حضور کی بیگم اور ساری جماعت کے لئے عزت و احترام کی مستحق تھیں۔ ان ذرہ نوازیوں، نوازشات اور ترجیحی سلوک کی وجہ سے جو وہ مجھ پر روا رکھتی تھیں اور رکھتی ہیں میرے لئے سراسر وقار اور عزت کا مجسمہ، قابل رشک شاگرد، استاد کے لئے باعث صد افتخار۔ حضور نے جب یہ محسوس کیا کہ ان کا یہ ناچیز استاد ملنے کے لئے دروازے پر کھڑا ہے تو ان کو ایسی آواز اور ایسے لہجے میں دروازے پر بلا تاخیر پہنچنے کی ہدایت فرمائی جو حضور کا معمول نہ تھا۔ اس سے میرے دل میں یہ بات راسخ ہو گئی کہ حضور کے نزدیک اور حضور کے خاندان کے نزدیک استادوں کا مقام کس قدر بلند ہے اور حضور ان کو کس قدر عزت و احترام کا مستحق سمجھتے ہیں۔ اسی ضمن میں ایک واقعہ بہت ہی اہم ہے۔ میری بچی عزیزہ امۃ القیوم کی پڑھائی کے "رسمِ آغاز" کا موقع آیا۔ تو دل میں خواہش ہوئی کہ حضور سے ہی رسمِ آغاز کروائیں۔ میں نے اس خواہش کا حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ سے اظہار کیا غالباً یہ ۵۲-۵۳ء کی بات ہے۔ میں ان دنوں حضرت سیدہ امۃ المتین صاحبہ کو پڑھانے جایا کرتا تھا۔ حضور کی علالت اور مصروفیات کے پیش نظر حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ نے از خود ہی تجویز کیا کہ اگر آپ پسند کریں تو حضور کی بجائے میں ہی رسمِ آغاز کروا دیتی ہوں اور یہ فیصلہ ہو گیا کہ میں اگلے روز بچی کو ساتھ لے آؤں گا۔ میں سیدہ موصوفہ کو پڑھا کر ابھی محترم صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب کی کوٹھی پر جو ان دنوں حضور نے ازراہِ شفقت مجھے عارضی طور پر رہائش کے لئے دے رکھی تھی۔ پہنچا ہی تھا کہ حضرت

باقی صـ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انار۔ تسکینِ قلب کا باعث

برصغیر پاک و ہند میں پیدا ہونے والے پھلوں میں انار ایک مشہور پھل ہے۔ تقریباً تمام دنیا کے لوگوں کے کام و دہن اس کے ذائقہ اور لذت سے آشنا ہیں۔ یوں تو اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں کوئی چیز بے مقصد پیدا نہیں فرمائی۔ اس بات کے باوجود ہماری جسمانی صحت و تندرستی کے لئے جس وافر مقدار میں اپنی صفت رحمانیت کا ظہور فرمایا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔

طبی نقطۂ نگاہ سے انار کے درخت کے تمام حصے منجملہ جڑ، تنا، چھال، پتے، پھول اور پھل سبھی کارآمد مفید اور مستعمل ہیں۔ مزاج کے لحاظ سے اطباء نے انار کو بالعموم سرد تر درجہ اول میں تسلیم کیا ہے جو خون صالح اور مسکن صفرا ہے۔ انار کے بعض درخت صرف ۲۰ فٹ تک اونچے ہوتے ہیں۔ اس کا تنا نسبتاً پتلا ہوتا ہے۔ اس کی چھال قدرے پیلی یا گہرے بھورے رنگ کی ہوتی ہے عموماً ستمبر کے مہینے میں پھل مارکیٹ میں آجاتا ہے۔ انار کا قطر تقریباً دو انچ سے چار انچ تک ہوتا ہے۔ بعض انار بہت بڑے بڑے ہوتے ہیں۔ چنانچہ تزک جہانگیری میں لکھا ہے کہ جہانگیر کے پاس ایک انار لایا گیا جس کا وزن تقریباً ایک سیر تھا۔ پھل کا چھلکا جسے نسپال کہا جاتا ہے انار دانے سے اس کے لال لال اور بعض اوقات سفید نوک دار دانے برآمد ہوتے ہیں۔ اکثر دانوں میں گٹھلی ہوتی ہے اور بعض میں گٹھلی بالکل نہیں ہوتی۔ اسے انار بے دانہ کہا جاتا ہے۔ کابلی انار تمام ملکوں کے اناروں میں سے اول نمبر پر ہے۔ انار کی بحیثیت ذائقہ کئی قسمیں ہیں۔ ان میں میٹھا انار کھٹا انار اور کھٹ مٹھا انار بہت مشہور ہیں اس کے خشک دانوں کو انار دانہ کہا جاتا ہے جو بطور دوائی مستعمل ہونے کے علاوہ ہمارے دستر خوان کی زیب و زینت میں غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔

طب قدیم میں اس کے تمام اجزاء سے مختلف قسم کی دوائیں تیار کی جاتی ہیں اور اکثر امراض بدنیہ کے لئے بہت مفید ثابت ہوتی ہیں۔ دماغی امراض میں انار کا شربت اور رُب شراب کے خمار کو دور کرتا ہے۔ انار شیریں کے پتوں کو سایہ میں خشک کر کے پیس لینے کے بعد شہد کے ہمراہ گولیاں بنا کر ایک گولی چوسنے سے نزلہ بخار کو فائدہ ہوتا ہے۔ آشوب چشم کے لئے اس کے پتوں کو پیس کر ٹکیاں بنا کر آنکھوں پر باندھنے سے آشوب کو آرام ہو جاتا ہے۔ اگر انار شیریں کے دانوں کا پانی ایک بوتل میں بھر کر دھوپ میں اس قدر رکھیں کہ گاڑھا ہو جائے اور پھر اسے آنکھوں میں لگایا کریں تو اس سے آنکھوں کی روشنی بڑھ جاتی ہے اور بصارت قوی ہو جاتی ہے۔ بعض اطباء کا قول ہے کہ انار کی سات کلیاں اس طرح نگل لیں کہ ان کو ہاتھ نہ لگے بلکہ منہ سے توڑ کر نگل جائیں تو ایک سال تک پھوڑے پھنسیاں نہیں نکلتیں اور نہ ہی آنکھیں دکھتی ہیں۔ ایک مشہور طبیب ابن زہر نے کہا ہے کہ صرف ایک کلی نگل لینے سے سال بھر تک آنکھیں نہیں دکھتیں۔ انار کی کلیوں کو باریک پیس کر آنکھوں پر لیپ کرنے سے آنکھوں کے پٹھے مضبوط ہوتے ہیں۔ درد گوش کے وقت انار شیریں کے دانوں کا پانی، ہم وزن شہد کے ساتھ ملا کر کان میں ڈالنے سے آرام ہو جاتا ہے۔ اگر منہ میں چھالے پیدا ہو جائیں جس کو طبی اصطلاح میں منہ آنا کہتے ہیں تو انار ترش کے پانی کی کلیاں کرنے سے ان کو آرام ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی شخص کے مسوڑھوں سے خون آتا ہو تو انار ترش کو اس کے پوست سمیت پانی میں جوش دے کر اس سے کلیاں کی جائیں تو مسوڑھے مضبوط ہوتے ہیں اور ان سے خون آنا بند ہو کر ان کو قدرتی رنگ اور حسن عطا کرتے ہیں۔ انار شیریں کا پانی گھونٹ گھونٹ پینے سے حلق اور سینہ کی خشونت دور ہوتی ہے۔ اس کا غرغرہ کرنے سے حلق کا ورم دور ہو جاتا ہے اس کا شربت درد سینہ اور کھانسی کے لئے مفید دوا ہے۔ اطباء کرام نے امراض قلب میں انار کا استعمال بکثرت کروایا ہے۔ اس کا شربت رُب مقوی قلب ہیں۔ خفقان گرم کو دفع کرتا ہے۔ حاملہ خواتین میں سے اکثر کو حمل کے ابتدائی ایام میں متلی کی شکایت شروع ہو جاتی ہے۔ یہ عارضہ لاپرواہی سے بعض اوقات خطرناک صورت اختیار کر جاتا ہے۔ جس سے جسم میں پانی کی کمی کا خطرہ پیدا ہو کر مریضہ کی حالت غیر ہو جاتی ہے جو نہ صرف حاملہ بلکہ جنین کے لئے بھی نہایت خطرناک قسم کی بیماریوں کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے۔ اگر کسی خاتون کو اس قسم کی صورت حال پیش آجائے تو فوراً انار شیریں کے پانی میں قدرے نبات سفید ملا کر دن میں پانچ چھ مرتبہ استعمال کرنا چاہئے۔ اس سے متلی کی کیفیت ختم ہو جائے گی۔ انار ترش اور کھٹ مٹھا انار مقوی معدہ ہیں۔ ان کے کھانے سے ہچکی رفع ہو جاتی ہے۔ یہاں ایک نسخہ لکھا جاتا ہے جو آج کل کے مشینی دور میں مناسب آرام میسر نہ آنے کی وجہ سے نظام ہضم میں پیدا شدہ عوارضات کے لئے مفید ہے۔ اس کے استعمال سے معدہ کو تقویت ملتی ہے۔ فم معدہ پر سودا کے دغدغہ کو پیدا کر کے طبعی بھوک لگاتا ہے جبکہ صفرا کی مواد کو معدہ پر گرنے نہیں دیتا۔ اس طرح یہ صفراوی قے اور متلی کو بھی نافع ہے۔

ھوالشافی

ترش انار دانہ کا سفوف پانچ حصہ مویز منقی پانچ حصہ زیرہ سیاہ مدبر دس حصہ پیس کر صبح و شام ہمراہ آب تازہ استعمال کیا جائے۔

امراض امعاء یعنی آنتوں کی بیماریوں میں کچا انار بمعہ پوست نچوڑ کر پینے سے دست بند ہو جاتے ہیں۔ انار کی چھال (ناسپال) آدھ پاؤ دہی کے ساتھ استعمال کرنے سے دست رک جاتے ہیں۔ یہ بواسیر کو بھی نافع ہے اگر بخار کی وجہ سے قے اور دست آ رہے ہوں تو انار ترش کے کھانے سے یا اس کا پانی پینے سے نفع ہوتا ہے۔ پوست انار کو پانی میں بھگو کر اس پانی کے ساتھ استنجا کرنے سے خونی بواسیر بند ہو جاتا ہے پوست انار اور شہتوت ہم وزن ملا کر جوش دینے کے بعد پینے سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔

استسقاء کے مریضوں کے لئے اطباء کرام بالعموم تمام پھل کھانے سے منع فرما دیتے ہیں جبکہ اس مرض میں انار کھانے کی نہ صرف اجازت ہے بلکہ نفع رساں بھی ہے انار ترش اپنے اندر برودت اور یبوست کی بناء پر جگر کی گرمی اور خون کے جوش کو کم کرنے میں نہایت مفید ہے انار شیریں کا پانی مقوی باہ اور مولد منی ہے۔ سیلان الرحم کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ بدن کو موٹا تازہ کرنے کے لئے انار جتنا مفید ہے شاید ہی کوئی پھل ہو۔ اس کے استعمال سے خون صالح پیدا ہو کر جزو بدن بنتا ہے جو جسم کو موٹا اور رنگت کو سرخ کرتا ہے۔ (مصباح)

تین قسم کے لوگ

ویسے تو کہا جا سکتا ہے کہ عمومی رنگ میں لوگ اپنے ماحول سے مطمئن ہوتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ جو کچھ بھی اور جس طرح بھی ہو رہا ہے ہوتا رہے۔ انہیں کسی قسم کی تبدیلی کا خیال بھی نہیں آتا اور وہ آسانی سے کسی قسم کی تبدیلی کو قبول بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن بعض لوگ ایسے ہیں جو چاہتے ہیں کہ ہر بات بدل کے رکھ دی جائے ان کے دل میں ایک ہیجانی اور انقلابی کیفیت ہوتی ہے ہر بات میں وہ کیڑے نکالتے ہیں۔ ہر بات کو وہ بدل دینا چاہتے ہیں۔ ہر بات کے متعلق انہیں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ فیصلے دوسروں کے ہیں ہم کیوں ان پر عمل کریں جیسے انہیں سماج کے متعلق فیصلے کرنے کا حق تھا اسی طرح ہمیں بھی ہے کیوں نہ ہم بھی نئے فیصلے کر کے اس دنیا کا چہرہ بدل دیں اور ویسا کر دیں جیسا ہم چاہتے ہیں۔ اس قسم کے لوگ توڑ پھوڑ میں زیادہ حصہ لیتے ہیں وہ کسی چیز کو اس کی اپنی اصلی حالت میں رہنے دینا گوارا نہیں کرتے۔ ہر لمحہ اور ہر قدم پر ان کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ دنیا کو بدل دیا جائے ان کا ہیجانی اور انقلابی انداز انہیں اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ توڑ پھوڑ کی جائے۔ اگرچہ اس قسم کے لوگ چاہتے تو یہ ہیں کہ دنیا کو بدل دیا جائے لیکن صحیح رنگ میں وہ دنیا کو بدلنے کے اہل نہیں ہوتے۔ ایک تیسری قسم بھی ہے جو یہ چاہتی ہے کہ دنیا کو بدلا تو جائے لیکن دنیا کی صرف ان چیزوں اور ان باتوں کو جن سے ہمیں اختلاف ہے یا جن کے متعلق زمانے نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ مفید نہیں ہیں۔ یہ لوگ آہستہ آہستہ پرانی باتوں کو چھوڑتے ہیں اور نئی باتیں اختیار کرنے لگتے ہیں اور نئی باتیں اس رنگ میں اختیار کرتے ہیں کہ دوسروں کو بھی اس بات پر مائل کیا جائے کہ وہ ان نئی باتوں کو اختیار کریں گویا کہ تین قسم کے لوگ ہو گئے۔ ایک وہ جو دنیا جیسی بھی ہے ویسی ہی کو پسند کرتے ہیں اس سے اختلاف نہیں کرتے اس میں کچھ بدلنا نہیں چاہتے دوسرے وہ لوگ جو دنیا کی ہر بات کو بدل دینا چاہتے ہیں اور ان کی ہیجانی اور انقلابی کیفیت انہیں مجبور کرتی ہے کہ وہ توڑ پھوڑ کریں۔ اور تیسری قسم کے وہ لوگ جو دنیا پر غور کرتے ہیں اور دنیا کو بدلنا چاہتے ہیں۔ لیکن بدلنے کی سوچ کی وسعت صرف اس حد تک ہوتی ہے کہ جو باتیں اچھی نہیں ہیں جو زمانے نے ثابت کر دیا ہے کہ مفید نہیں ہیں ان

باقی صـ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضلِ عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

علمی مسائل

جب مکہ والوں نے دیکھا کہ ہمارے یہ مظالم بھی اس شخص کے پائے استقلال میں کوئی جنبش پیدا نہیں کر سکے تو انہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے تمام ساتھیوں کا کلی طور پر مقاطعہ کر دیا۔ اور انہیں شعب ابی طالب میں محصور کر دیا۔ اور فیصلہ کیا کہ کوئی شخص ان کے پاس سودا فروخت نہ کرے اور نہ ان سے لین دین کرے اور برابر تین سال تک انہوں نے آپ کا مقاطعہ جاری رکھا۔ ان ایام میں صحابہؓ کو ایسی تکلیف سے اپنے دن بسر کرنے پڑے کہ بعض دفعہ وہ درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرتے تھے اور بعض دفعہ انہیں کھجور کی گٹھلیاں کھانی پڑیں اور یہ سلسلہ صرف چند دن یا چند ہفتے یا چند مہینے جاری نہیں رہا بلکہ تین سال تک جاری رہا۔ تین سال کے بعد مکہ کے چند شرفاء کے دل میں اس ظلم کے خلاف بغاوت پیدا ہوئی۔ اور انہوں نے اس معاہدہ کو توڑ کر محصورین کو باہر نکال لیا مگر ان تین سالہ لمبے مظالم کا یہ نتیجہ نکلا کہ تھوڑے دنوں کے بعد ہی آپ کی وفا شعار بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا۔ کیونکہ اس لمبے مقاطعے نے ان کی صحت پر برا اثر ڈالا تھا۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جس مقدس خاتون کے بیسیوں غلام تھے اور جو مکہ کے مالدار اشخاص میں سے تھیں جو بیسیوں گھرانوں کو کھانا کھلا کر خود کھانا کھایا کرتی تھیں۔ بڑھاپے میں جب انہیں کئی کئی فاقے کرنے پڑے اور اگر کچھ کھانے کو ملا بھی تو درختوں کے پتے یا کھجور کی گٹھلیاں تو اس وقت ان کی صحت پر کیا اثر پڑا ہوگا۔ چنانچہ اس تکلیف کی وجہ سے ان کا انتقال ہو گیا۔ اور پھر چند دن اور گذرے کہ حضرت ابوطالب بھی اس دنیا سے رخصت ہو گئے مگر اتنے لمبے ظلم کے باوجود آپ نے شعب ابی طالب سے اپنا قدم باہر رکھتے ہی فیصلہ کیا کہ اگر مکہ کے لوگ خدا تعالیٰ کی آواز سننے کے لئے تیار نہیں تو مکہ سے باہر رہنے والوں کو مجھے خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچانا چاہئیے۔ شاید ان میں کوئی سعید روح ہو جو اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہے اور اسے قبول کر کے اس کی برکات کی وارث ہو چنانچہ آپؐ طائف تشریف لے گئے جو مکہ سے قریباً ساٹھ میل کے فاصلہ پر ایک مشہور شہر ہے اور لوگوں کو خدائے واحد کی طرف بلایا۔ مگر بجائے اس کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو سنتے اور اسے قبول کرتے انہوں نے لڑکوں کو اکسایا اور انہوں نے پتھروں سے اپنی جھولیاں بھر لیں۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھراؤ شروع کر دیا۔ آپؐ کے پاؤں پتھروں کی بوچھاڑ سے لہولہان ہو گئے اور حضرت زید بھی جو آپؐ کے ساتھ تھے آپؐ کو بچاتے ہوئے سخت زخمی ہو گئے مگر وہ برابر کئی میل تک آپ کو پتھر مارتے چلے گئے۔ آپؐ واپس بھاگتے ہوئے کسی جگہ دم لینے کے لئے ٹھہرے تو جسم اطہر سے خون پونچھتے اور ساتھ ہی فرماتے۔ اے میرے رب! یہ لوگ نہیں جانتے کہ میں کون ہوں۔ تو انہیں معاف فرما۔ راستہ میں مکہ کے ایک سردار کا باغ تھا۔ آپؐ وہاں ذرا سستانے کے لئے ٹھہر گئے۔ اس نے جب آپؐ کے کپڑوں کو خون سے لت پت دیکھا تو اس کے دل میں درد پیدا ہوا۔ اور اس نے اپنے ایک غلام کو بلایا اور اسے انگور کے چند خوشے دیئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہ دو آدمی جو درخت کے نیچے بیٹھے ہیں۔ ان کے پاس جاؤ اور انہیں یہ انگور کھلاؤ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت زخموں سے چور چور تھے۔ لیکن ادھر یہ غلام آپؐ کے پاس پہنچا اور ادھر آپؐ نے اس غلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ اس نے جواب دیا۔ میں نینوا کا رہنے والا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اچھا! تم میرے بھائی یونسؑ کے وطن کے ہو۔ آپ کا یہ فقرہ سن کر اس غلام کے کان کھڑے ہو گئے کہ یہ عرب کا باشندہ ہونے کے باوجود نینوا کے رہنے والے یونسؑ کو اپنا بھائی تصور کرتا ہے۔ اس نے آپ سے پوچھا آپؐ کا کیا حال ہے اور لوگوں نے آپؐ سے ایسا سلوک کیوں کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ تم تو یونسؑ کے ملک کے ہو تم جانتے ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو مصلح دنیا میں آتے ہیں ان سے ایسا ہی سلوک کیا جاتا ہے۔ میں نے ان لوگوں کا کچھ نہیں بگاڑا۔ میں نے صرف اتنا ہی کہا تھا کہ تم ایک خدا کی طرف آؤ اور بتوں کی پرستش نہ کرو اور میں تمہیں بھی یہی بات کہتا ہوں کہ تم خدا تعالیٰ کی باتوں پر عمل کرو۔ وہ غلام عیسائی تھا۔ اسے آپؐ کی باتیں سن کر یقین ہو گیا کہ یہ شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ چنانچہ جس طرح انجیل میں حضرت مسیح کے متعلق آتا ہے کہ ایک عورت آپ کے پاس آئی اور اس نے آنسوؤں سے آپ کے پاؤں دھونے شروع کر دیئے اور بالوں سے آپ کے پاؤں کی مٹی کو صاف کیا۔

(لوقا باب ۷ آیت ۳۸)

اسی طرح وہ غلام بھی آپ کے قدموں میں گر گیا۔ اور اس نے اپنے ہاتھوں سے آپؐ کے پاؤں کی مٹی اور خون صاف کرنا شروع کر دیا۔ اور محبت سے آپؐ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ جب وہ واپس گیا تو باغ کے مالک نے اسے ڈانٹا کہ تم نے یہ کیا کیا۔ مگر اس کا دل کھل چکا تھا۔ اور وہ آپؐ پر ایمان لا چکا تھا اور اب کوئی مخالفت اسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے علیحدہ نہیں کر سکتی تھی۔

بنی نوع انسان کے لئے یہ کیسی عظیم الشان تڑپ ہے جو آپؐ کے سینہ و دل میں پائی جاتی تھی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا۔ اے استاد! مجھے بھی وہ تعلیم سنا جو تو اپنی قوم کو دیتا ہے۔ مگر انہوں نے کہا۔ میرے پاس تیرے لئے کچھ نہیں۔ یہ تعلیم صرف بنی اسرائیل کے لئے ہے جو میرے بیٹے ہیں اور بیٹوں کی روٹی میں کتوں کے آگے کیسے پھینک سکتا ہوں (متی باب ۱۵، آیت ۲۶) مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا جو آپ کی قوم کا نہ تھا۔ ایسے وقت میں آیا جب آپ زخموں سے چور چور تھے اور خون سے لت پت دور تک دشمن کے آگے آگے بھاگے چلے آئے تھے۔ اور ایک ایسی جگہ پر آیا جو آپ کے دشمن کی تھی اور ذرا سی تبلیغ کرنے سے بھی ایک بڑی آفت آ سکتی تھی وہ آتا ہے اور خود بھی نہیں کہتا کہ مجھے تبلیغ کرو۔ مگر اسے دیکھتے ہی آپ تبلیغ کرنا شروع کر دیتے۔ کیونکہ آپؐ کے لئے عرب اور غیر عرب برابر تھے۔ آپؐ کے دکھ اور آپؐ کی تکالیف صرف عرب قوم کے لئے ہی نہیں تھیں۔ بلکہ کالے۔ گورے۔ عربی مصری۔ ہندوستانی سب کے لئے تھیں اور آپؐ اپنی ایک ایک حرکت میں اس بات کا احساس رکھتے تھے کہ لوگوں کو ہدایت میسر آ جائے اور وہ خدائے واحد کے آستانہ کی طرف لوٹ آئیں۔ آپ کا یہ سفر جو آپ کی قربانی اور ایثار کا ایک زندہ نمونہ ہے۔ سر ولیم میور کو بھی متاثر کئے بغیر نہ رہ سکا اور اسے اپنی کتاب "لائف آف محمدؐ" میں یہ الفاظ لکھنے پر مجبور ہونا پڑا کہ "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے طائف کے سفر میں ایک شاندار شجاعانہ رنگ پایا جاتا ہے۔ اکیلا آدمی جس کی اپنی قوم نے اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا اور اسے دھتکار دیا خدا کے نام پر بہادری کے ساتھ نینوا کے یونا نبی کی طرح ایک بت پرست شہر کو توبہ کی اور خدائی مشن کی دعوت دینے کے لئے نکلا۔ یہ امر اس کے اس ایمان پر کہ وہ اپنے آپ کو کلی طور پر خدا کی طرف سے سمجھتا تھا۔ ایک بہت بڑی روشنی ڈالتا ہے"

سفر طائف سے واپسی پر مکہ والوں نے پھر ایذا دہی اور استہزا کے دروازے کھول دیئے۔ مگر آپؐ محبت اور پیار سے مکہ والوں کو بت پرستی کے خلاف وعظ کرتے رہے۔ لوگ بھاگتے تو آپؐ ان کے پیچھے جاتے وہ منہ پھیرتے تو آپؐ پھر بھی باتیں سناتے۔ آخر ان کے متواتر مظالم کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا وطن، وہ وطن جس میں تیرہ سال تک آپ تبلیغ ہدایت کرتے رہے تھے اور جس کے رہنے والوں کو آپؐ نے سب سے پہلے خطاب کیا تھا۔ رات کے وقت چھوڑنا پڑا اور چھپتے چھپاتے آپؐ مدینہ پہنچے۔ مگر دشمن نے وہاں بھی آپؐ کا پیچھا نہ چھوڑا اور متواتر مدینہ پر حملے ہوتے رہے۔ ایک سو بیس کے قریب وہ لڑائیاں ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کو لڑنی پڑیں اور ان میں سینکڑوں صحابہؓ اور آپ کے عزیز ترین رشتہ دار مارے گئے۔ مگر آپ نے خدائے واحد کا نام بلند کرنے کے سلسلہ میں کبھی کسی مصیبت کو ایک پرکاہ کے برابر بھی نہیں سمجھا۔ آپ صبح بھی اور شام بھی اور دن کے اوقات میں بھی اور رات کی تاریکیوں میں بھی اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں کو پہنچاتے چلے گئے اور اس بارہ میں نہ آپ نے جانی قربانی سے دریغ کیا اور نہ مالی قربانی سے دریغ کیا۔ نہ جذبات اور احساسات کی قربانی سے دریغ کیا اور نہ عزیزوں اور رشتہ داروں کی قربانی سے دریغ کیا۔ آپؐ کی دو بیٹیاں ابولہب کے دو بیٹوں سے بیاہی ہوئی تھیں اس نے دھمکی دی کہ اگر آپؐ توحید کی تعلیم ترک

باقی ۔۔۔ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ——— تورن سیین

مشرق وسطیٰ — امن کہانی

۱۹۶۶ء میں اسرائیل نے مغربی کنارہ۔ غزہ پٹی۔ صحرائے سینا اور جولان کی پہاڑیاں قبضے میں کرلی تھیں اور اسی وقت سے کوششیں جاری ہیں کہ مشرق وسطیٰ میں امن قائم کرنے کے لئے اسرائیل یہ مقبوضہ علاقے عرب ممالک کو واپس کردے۔ ۱۹۶۶ء میں اقوام متحدہ نے اس سلسلے میں ریزولیوشن نمبر ۲۴۲ منظور کیا جو آج تک تشنہ تعمیل ہے اور مشرق وسطیٰ میں امن کے لئے کونے کا پتھر سمجھا جاتا ہے۔ اسمیں مطالبہ کیا گیا تھا کہ اسرائیل ان علاقوں کو چھوڑ دے۔ اگرچہ اسرائیل کو یہ حق بھی دیا گیا تھا کہ اقوام متحدہ نے جو اسکی سرحدیں قائم کی ہوئی ہیں اُن کی حفاظت کے وہ انتظامات کر سکے۔

۱۹۶۹ء میں گنڈ جیرنگ جنہیں رابطے کے لئے اختیارات دیئے گئے تھے نے ایک امن تجویز پیش کی جسمیں یہ چاہا گیا تھا کہ اسرائیل صحرائے سینا واپس کر دے اور مصر اسرائیل کے ساتھ امن گفتگو کر کے ایک معاہدہ طے کرے۔ مصر نے تو اس تجویز کو قبول کر لیا۔ لیکن اسرائیل نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور یہ مطالبہ کیا کہ مصر اور اسرائیل کی بلا واسطہ گفت و شنید ہونی چاہیئے۔ اور اسکے لئے پہلے سے کوئی شرائط مقرر نہ کی جائیں۔ ۱۹۶۹ء میں اقوام متحدہ نے اس بات کی کوششیں شروع کیں۔ جسمیں سیکرٹری آف سٹیٹ ولیم راجرس نے اسرائیل سے مطالبہ کیا کہ وہ مقبوضہ علاقے واپس کر دے۔ لیکن یہ تجویز آگے نہ بڑھ سکی۔ البتہ اس سے اس جنگ کا خاتمہ ہو گیا جو مصر اور اسرائیل کے درمیان جاری تھی۔

۱۹۷۳ء میں یوم کپور جو اسرائیلیوں کا ایک تہوار ہے کے موقعہ پر جو جنگ ہوئی اس کے نتیجہ میں جنیوا میں امن کانفرنس بلائی گئی اس کانفرنس کے بلائے جانے میں امریکہ سوویت یونین اور اقوام متحدہ کے علاوہ مصر اور اردن بھی شامل تھے۔

اس کانفرنس کے بعد ۱۹۷۴ء میں امریکہ کے سیکرٹری آف سٹیٹ ہنری کسنجر کو رابطے کا واسطہ بنایا گیا تاکہ مصر اور شام کی فوجوں کو اسرائیل کی فوجوں سے الگ کیا جا سکے۔

۱۹۷۷ء میں صدر انور سادات نے مقبوضہ یروشلم کا ایک تاریخی دورہ کیا جسکے نتیجہ میں ۱۹۷۸ء میں کیمپ ڈیوڈ معاہدہ ہوا۔ اسرائیل نے سینائی کا علاقہ اسلئے چھوڑ دیا کہ مصر کے ساتھ امن قائم کیا جا سکے۔ اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ فلسطینیوں کو مغربی بنک اور غازہ پٹی میں ایک مخصوص عرصے کے لئے خود مختاری دی جا سکتی ہے لیکن فلسطینیوں نے اس تجویز کو نامنظور کر دیا۔ اور یہ مطالبہ کیا کہ ان کی باقاعدہ ایک مملکت وجود میں آنی چاہیئے۔

۱۹۸۱ء میں شاہ فہد نے جو اس وقت کراؤن پرنس تھے ایک تجویز پیش کی کہ اسرائیل کو امن کے ساتھ زندہ رہنے کا حق ہے۔ لیکن لبنان میں جو جنگ جاری تھی اسکی وجہ سے اس تجویز کو آگے نہ بڑھایا جا سکا۔

۱۹۸۲ء میں جب کہ اسرائیل نے لبنان پر حملہ کر دیا تھا تاکہ وہاں سے تنظیم آزادئ فلسطین کے اراکین کو نکالا جائے۔ صدر رانلڈ ریگن نے ایک تجویز پیش کی جس میں فلسطینیوں کو تو کوئی مملکت نہیں مل سکتی تھی لیکن مغربی کنارہ اور غازہ پٹی کو اردن کے ساتھ ملایا جا سکتا تھا۔ اسرائیل نے اس بات سے انکار کر دیا۔ اور ریگن پر الزام لگایا کہ وہ کیمپ ڈیوڈ معاہدے کی مخالفت کر رہے ہیں۔

۱۹۸۸ء میں امریکہ کے سیکرٹری آف سٹیٹ جارج شلز نے یہ تجویز پیش کی کہ بلا واسطہ گفت و شنید ہونی چاہیئے اور اس علاقے کی تمام مملکتوں کو تحفظ ملنا چاہیئے۔ اور اسی طرح فلسطینیوں کے حقوق تسلیم کئے جانے چاہئیں اور فلسطینی اردن کے ساتھ مل کر اسرائیل سے گفت و شنید کریں۔

۱۹۸۹ء میں اسرائیل کے وزیر اعظم ینرک شمیر نے ایک امن تجویز پیش کی جسکے چار حصے تھے۔ سب سے پہلے اسرائیل اور عرب ممالک کی آپس میں گفت و شنید ہونی چاہیئے۔ مغربی کنارہ اور غازہ پٹی میں انتخابات ہونے چاہئیں۔ تاکہ فلسطینیوں کو وہاں نمائندگی مل سکے فلسطینیوں کو اس سلسلے میں اس بات پر اصرار رہا کہ یہ نمائندگی ان کے ذریعے مقرر کی جائے گی۔ اور اس میں یروشلم کے مشرق عرب حصے کے فلسطینی اور اسرائیل سے باہر مقیم فلسطینی شامل ہوں گے۔ یہ ہے مشرق وسطیٰ میں امن کی کہانی جو ۱۹۶۷ء سے کہ اب تک دوہرائی جاتی رہی ہے۔

کشتی۔ اور زندگی۔ کا سفر

ہم تو کشتی میں دو چار بار ہی سوار ہوئے ہیں ایک دفعہ تو آج سے چند سال پہلے دریائے چناب میں اس وقت سوار ہوئے تھے جب اپنے کچھ رشتہ داروں کے ساتھ وہاں پکنک کے لئے گئے تھے۔ کئی سال پہلے دریائے راوی میں کشتی میں اس وقت سوار ہوئے جب ہم اسلامیہ کالج میں تعلیم حاصل کر رہے تھے اور بوٹنگ کا پاس لے کر گاہے گاہے دریائے راوی میں کشتی رانی کرتے تھے۔ لیکن ایک دفعہ کا کشتی میں سوار ہونا نہ صرف یہ کہ کبھی بھول نہیں سکتا بلکہ اب بھی جب یاد آتا ہے تو دل میں خوف کی ایک لہر اٹھتی ہے۔ ہوا یوں کہ ہمارے ٹیوٹوریل گروپ نے دریائے راوی میں بارہ دری پر پکنک منانے کا فیصلہ کیا چنانچہ کشتی کے ذریعے وہاں پہنچے۔ ہم ۲۰-۲۵ طلباء تھے۔ کشتی خاصی بڑی تھی۔ دو پروفیسر صاحبان ہمارے ساتھ تھے۔ ایک ٹیوٹوریل گروپ کے انچارج اور دوسرے پروفیسر حمید احمد صاحب جو بعد میں پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر بھی بنے۔ اور ان دنوں ہمیں انگریزی پڑھاتے تھے۔ سارا دن وہاں ہنستے کھیلتے کھاتے پیتے گذارا اور جب واپسی ہوئی تو بارش نے اپنا زور دکھانا شروع کر دیا۔ ۲۰-۲۵ طالب علم کشتی میں آرام سے بھی بارہ دری کنارے تک آ سکتے تھے۔ لیکن سب طالب علم تو ایک جیسے نہیں ہوتے۔ کچھ سہمے بیٹھے اور کچھ کشتی ہی میں ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک اور پھر دوسرے کنارے سے پہلے کنارے پر چھلانگیں لگاتے ہوئے کشتی کو ڈولنے پر آمادہ کر رہے تھے۔ اور بعض اوقات زور زور سے نعرے لگاتے تھے۔ وہ ڈوبی۔ وہ ڈوبی اور وہ ہم جیسے طالبعلم جو سہمے بیٹھے تھے۔ ان کی جان ہوا ہو رہی تھی۔ خدا خدا کر کے کنارے پر پہنچے تو تمام طلباء کے رویے کے متعلق سوچ کر یہ احساس ہوا کہ بعض طالب علم تو صرف اس بات میں دلچسپی رکھتے تھے۔ کہ جلد از جلد کنارے پر پہنچا جائے اور کشتی کا یہ سفر ختم ہو اور بعض طالب علم یہ چاہتے تھے کہ کنارہ ہی نہ آئے اور وہ اودھم مچاتے رہیں کشتی ڈولتی رہے کچھ طالب علموں کو سہما ہوا دیکھ کر وہ خوش ہوتے تھے اور نعرے لگاتے تھے کہ اب کشتی ڈوبنے ہی والی ہے ذرا زیادہ وسیع پیمانے پر غور کیا تو یہ سمجھ پائے کہ کشتی ہی کا سفر کیا یہ زندگی ہی کا سفر ایسا ہے کہ کچھ لوگ سہم کر گذارتے ہیں اور ان کی خواہش ہوتی ہے کہ جیسے کیسے بھی ہو یہ سفر کٹ جائے۔ اور کچھ لوگ اس میں اتنا اودھم مچاتے ہیں کہ وہ آرام سے سفر کرنے والوں کی زندگی بھی اجیرن کر دیتے ہیں۔ معلوم نہیں آپ کیا چاہتے ہیں جہاں تک ہمارا اپنا تعلق ہے ہم تو اس زندگی کو آرام سے سکون سے اطمینان سے اور کسی حد تک کامیابی کے ساتھ گذارنا چاہتے ہیں۔

یونیسکو کی مالی مشکلات

یونیسکو کی ایک رپورٹ میں جو حال ہی میں جاری کی گئی ہے بتایا گیا ہے کہ گذشتہ ۶ ماہ میں اس تنظیم کو اپنی کارکردگی جاری رکھنے کے لیئے روپیہ قرض لینا پڑا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اس کے اراکین نے جو رقوم ادا کیں وہ اس کی سکیموں کے لیئے نہایت ناکافی تھیں۔ ۱۹۹۱ء میں اس کے مالیات کسی حد تک بہتر ہو گئے جس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے ایک رکن نے جو خاصی دیر سے اپنا حصہ ادا نہیں کر رہا تھا ادا کر دیا۔

۱۹۹۰ء میں یونیسکو کے کل قرضہ جات اور اس سال سے پہلے کے قرضہ جات ملا کر ساڑھے ستاون ملین ڈالر تھے۔ یہ مارچ کے وسط تک کی مالیاتی رپورٹ کے مطابق ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق یونیسکو کے سٹاف کے لیئے جتنی رقم خرچ کی گئی وہ بجٹ سے زیادہ تھی۔ جبکہ مختلف اور متنوع سکیموں پر جو رقم خرچ کی گئی وہ خاصی کم تھی۔ ۱۹۸۷ء کے آخر پر یونیسکو سٹاف کی نوکری ۲۹.۶ تھی جسے کم کر کے ۱۹۹۱ء کے آغاز میں ۲۷.۵۴ کر دیا گیا اور اس طرح ۲ء۵ فیصد کمی ہو گئی۔ اسی عرصہ میں اقوام متحدہ کے تمام اداروں کو ملا کر دیکھا جائے تو ۱.۵ فیصد نوکری کا اضافہ کرنا پڑا ۹۱-۱۹۹۰ میں ۱۸۰ عہدے ایسے تھے جنہیں منجمد کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ لیکن بعد میں ان میں سے اکسٹھ کو دوبارہ کام پر لگا لیا گیا۔ ۱۱۹ دسمبر تک منجمد رہیں گے۔ اس تنظیم کے سٹاف کی کمی ٹیکنیکل اور انتظامی خدمات پر اثر انداز ہو گی۔ اراکین نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ اس سے مزید کمی کسی صورت بھی باقی مٹ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا: مکرم محمد افضل بٹ صاحب کے چھوٹے بیٹے محمد عامر بٹ بعارضہ قلب بیمار ہیں اور کراچی میں زیر علاج ہیں۔

○ محترم چوہدری منظور احمد صاحب بھٹی دھیر کے کلاں ضلع گجرات عرصہ دراز سے بیمار [illegible]۔

احباب ان کی صحت اور درازی عمر کے لئے دعا کریں۔

○ مکرم مرزا نسیم اللہ بیگ صاحب نارووال کاروبار میں برکت کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

اعلان دارالقضاء

(محمد رفیق صاحب بابت ترکہ محمد شریف صاحب)

○ مکرم محمد رفیق صاحب ولد محمد شریف صاحب سکنہ مکان نمبر ۲۰۲ فتح شیر کالونی ساہیوال نے درخواست دی ہے کہ ان کے والد محترم بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ لہذا ان کا ترکہ مکان / قطعہ نمبر ۲/۱۲ محلہ دارالرحمت شرقی ربوہ ان کے تمام ورثاء کے نام منتقل کر دیا جائے۔ ورثاء کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ محمد صدیق صاحب (پسر)
۲۔ محمد لطیف صاحب (۔۔)
۳۔ محمد رفیق صاحب (۔۔)
۴۔ محمد حنیف صاحب (۔۔)
۵۔ سرور صدیقہ صاحبہ (دختر)
۶۔ مریم صدیقہ صاحبہ (۔۔)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس دن کے اندر اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

ولادت

○ مکرم عبدالرحمن صاحب الوزہ اور بشریٰ ربانی صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ یکم جون ۱۹۹۱ء کو دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے نومولود کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احمد سلام عطا فرمایا ہے۔ احباب نومولود کی درازی عمر اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کریں۔

علمی مقابلہ جات بر موقعہ سالانہ اجتماع اطفال الاحمدیہ

○ امسال مجلس اطفال الاحمدیہ پاکستان کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر درج ذیل علمی مقابلہ جات منعقد کروائے جائیں گے

(i) حسن قرأۃ (ii) حفظ قرآن (iii) حفظ نظم (iv) نظم خوانی (v) تقریر (vi) مضمون نویسی (vii) بیت بازی

یہ سالانہ اجتماع اکتوبر میں متوقع ہے اور اس سلسلے میں علمی و ورزشی مقابلہ جات کا تفصیلی سرکلر مجالس کو ارسال کیا جا چکا ہے۔ اطفال دیئے گئے پروگرام کے مطابق اجتماع کی تیاری شروع کر دیں۔

سیکرٹری تعلیم
اطفال الاحمدیہ پاکستان

بیت الحمد کیلئے خادم کی ضرورت

○ بیت الحمد مری روڈ راولپنڈی کیلئے فوری طور پر ایک خادم کی ضرورت ہے۔ خدمت دین کا شوق رکھنے والے صحت مند اور مستعد دوست مکمل کوائف کے ساتھ درخواستیں بھجوائیں یا خود آکر ملیں۔ سائیکل چلانا جانتے ہوں۔ عمر چالیس پچاس برس کے درمیان ہونی چاہئے اور مڈل تک تعلیم ہو۔ بیت الحمد میں سنگل رہائش اور دیگر سہولیات میسر ہونگی۔ معقول تنخواہ دی جائے گی۔ صدر / امیر جماعت کی تصدیق ہمراہ لادیں۔

جنرل سیکرٹری
جماعت احمدیہ راولپنڈی

بقیہ صفحہ ۴ سے آگے

مناسب نہ ہوگی۔ اس تنظیم کے بنیادی کام ماحولیات اور بنیادی تعلیم کو فروغ دینا ہے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ ضروری وسائل کو بھی بڑھاتے رہنا اسکا کام ہے۔ یہ وسائل اندرونی طور پر پیدا کئے جاتے ہیں اور خارجی طور پر بھی۔ اسی طرح ورلڈ کانفرنس نے تعلیم کے متعلق جو فیصلے کئے ہیں جن میں سب سے اہم فیصلہ یہ ہے کہ ہر شخص کو تعلیم دی جائے۔ اس سلسلے میں بھی اراکین کی مدد کرنا اس تنظیم کا فرض قرار پایا ہے۔ یہ ورلڈ کانفرنس گذشتہ سال تھائی لینڈ میں منعقد کی گئی تھی۔ فی الوقت یہ تنظیم اس کانفرنس کی تیاریاں کر رہی ہے۔ جو اقوام متحدہ کانفرنس کہلائے گی اور جسکا کام یہ ہو گا کہ ماحولیات اور ترقی پر غور کیا جائے اس کانفرنس کا انعقاد ریو ڈی جینرو RIO DE JANERO میں جون ۱۹۹۲ء میں کیا جائے گا۔

بقیہ: صفحہ ۶ سے آگے

کو بدلا جائے۔ اور پھر آہستہ آہستہ نئی باتیں کرنے لگتے ہیں۔ اور پھر دوسرے لوگ بھی انہیں دیکھ کر نئی باتوں کی طرف آمادہ ہو جاتے ہیں دراصل یہی تعلیم ہے جو دنیا کو بہتری کی طرف لے جاتی ہے اور دنیا کے حالات کو زیادہ سے زیادہ سازگار بنانے میں مدد دیتی ہے۔

بقیہ: صفحہ ۵ سے آگے

سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ کا پیغام آیا کہ میری بیوی اپنی بچی کو لے کر فوراً دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں رسم آغاز کے لئے پہنچ جائیں حضور نے یاد فرمایا ہے۔ ہماری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ ماں بچی فوراً حاضر ہو گئیں۔ جا کر معلوم ہوا کہ بر سبیل تذکرہ حضور سے میری خواہش کا ذکر ہوا تو حضور نے اپنے حرم سے فرمایا کہ یہ کیا بات، آپ کیوں "رسم آغاز" کروائیں، میں کیوں نہ کرواؤں وہ میرے بچوں کو آکر ہر روز پڑھائیں اور میں ان کی بچی کو رسم آغاز بھی نہ کرواؤں۔ چنانچہ حضور نے رسم آغاز کروائی اور بڑی محبت اور شفقت سے ہمیں نوازا۔

بقیہ: صفحہ ۳ سے آگے

نہیں کریں گے تو میں اپنے بیٹوں سے کہہ کر آپ کی دونوں بیٹیوں کو طلاق دلوا دوں گا۔ مگر آپؐ نے پرواہ نہ کی اور اس بدبخت نے اپنے بیٹوں سے کہہ کر آپؐ کی دونوں بیٹیوں کو طلاق دلوا دی۔ پھر ہر خطرے کے مقام پر دشمن کا اولین نشانہ صرف آپؐ کا وجود ہوتا تھا۔ مگر جب بھی کوئی موقعہ آیا آپؐ نے اس بہادری سے اس خطرے کی آگ میں اپنے آپ کو پھینکا کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ آپؐ اپنی جان کی کوئی حقیقت ہی نہیں سمجھتے تھے۔ غزوہ اُحد کے موقعہ پر ایک پتھر آپؐ کے خود پر آ لگا اور اس کے کیل آپؐ کے سر میں گھس گئے اور آپؐ بے ہوش ہو کر ان صحابہؓ کی لاشوں پر جا پڑے جو آپؐ کے ارد گرد لڑتے ہوئے شہید ہو چکے تھے اور اس کے بعد کچھ اور صحابہؓ کی لاشیں آپؐ کے جسم اطہر پر جا گریں اور لوگوں نے یہ سمجھا کہ آپؐ مارے جا چکے ہیں۔ مگر جب آپؐ کو گڑھے سے نکالا گیا اور آپؐ کو ہوش آیا تو آپؐ نے یہ خیال ہی نہ کیا کہ دشمن نے مجھے زخمی کیا ہے۔ میرے دانت توڑ دیئے ہیں اور میرے عزیزوں اور رشتہ داروں اور دوستوں کو شہید کر دیا ہے بلکہ آپؐ نے ہوش میں آتے ہی دعا کی کہ اے میرے رب! یہ لوگ میرے مقام کو شناخت نہیں کر سکے اس لئے تو ان کو بخش دے اور ان کے گناہوں کو معاف فرما دے۔ اسی طرح طائف میں جب آپؐ کو پتھروں سے لہولہان کیا گیا تو آپؐ وہاں سے دوڑتے چلے آ رہے تھے۔ تو احادیث میں لکھا ہے کہ یکدم آپؐ پر کشفی حالت طاری ہوئی۔ اور پہاڑوں کا فرشتہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو طائف والوں پر ابھی ان کے پہلو کے دونوں پہاڑ الٹا دیئے جائیں۔ مگر آپؐ نے فرمایا ایسا نہ کرنا۔ ان لوگوں نے جو کچھ کیا ہے جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ انہی لوگوں کی نسل میں سے وہ لوگ پیدا کرے گا جو اسلام کے خدمت گذار ہوں گے۔ (بخاری کتاب بداء الخلق) چنانچہ واقعات بتاتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ دشمنوں نے آپؐ کو مجنون بھی کہا۔ کاہن بھی کہا۔ ساحر بھی کہا۔ کذاب بھی کہا اور ہر رنگ میں انہوں نے آپؐ کے مشن کو مٹانا چاہا۔ مگر آخر انہی میں سے ایسی سعید روحیں نکل آئیں جنہوں نے دلیری سے صداقت کو قبول کر لیا اور اپنی جانوں کو ہتھیلی پر رکھ کر وہ دلدادہ اسلام کی اشاعت کے لئے نکل کھڑے ہوئے اور تھوڑے عرصہ میں ہی انہوں نے چہار دانگ عالم کو اسلامی نور سے منور کر دیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

توسیع اشاعت الفضل

مندرجہ ذیل احباب و خواتین نے توسیع اشاعت کے لئے رقوم بھجوائی ہیں۔ قارئین دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

۱	مکرم ناصر محمود صاحب مریدکے ضلع شیخوپورہ	۱۰۰/-
۲	" محمد سعید خالد صاحب دارالصدر جنوبی ربوہ	۱۰۰/-
۳	" امین احمد تنویر صاحب مربی سلسلہ ۹۶ گ ب جڑانوالہ ضلع فیصل آباد	۲۰/-
۴	" مرزا عبدالحئی صاحب چغتائی ابن مولانا رشید احمد صاحب چغتائی	۱۰۰/-
۵	" ملک محمد افضل صاحب ولد مہدی خان صاحب دوالمیال	۱۰۰/-
۶	" کاشف شکور خان صاحب دارالنصر غربی ربوہ	۲۰/-
۷	" کریم ظفر صاحب لاہور	۱۰۰/-
۸	" آغا رفیق احمد خان صاحب وحدت کالونی لاہور	۵۰۰/-
۹	محترمہ اہلیہ صاحبہ مکرم ملک ظفر اقبال صاحب گلشن اقبال کراچی	۱۰۰/-
۱۰	مکرم ضیاء الحق سیٹھی صاحب جہلم	۱۰۰/-
۱۱	مکرمہ نعیمہ سلہری صاحبہ اہلیہ مکرم طاہر محمود احمد صاحب نیروبی بذریعہ محترمہ رضیہ درد صاحبہ ربوہ	۱۰۰/-
۱۲	" رضوانہ عزیز صاحبہ کھاریاں شہر	۱۰۰/-
۱۳	مکرم صوفی محمد شریف احمد صاحب آرام باڑی ناظم انصاراللہ ضلع کوٹلی	۱۰۰/-
۱۴	" عبدالسمیع حسنی صاحب ایڈووکیٹ چک ۱۲۱ ج ب فیصل آباد	۵۰/-
۱۵	" رانا اکرام الحق صاحب رامہ حافظ آباد	۵۰/-
۱۶	محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ بنت مکرم خواجہ عبدالعزیز صاحب ڈار ریٹس آسنور کشمیر	۱۰۰/-
۱۷	مکرمہ امیر بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری محمد شفیع صاحب فیروزپوری ربوہ	۱۰۰/-
۱۸	مکرم عبدالجلیل صاحب ہادی میڈیسن فیصل آباد	۲۰/-
۱۹	محترمہ حکمت عباس عودہ صاحبہ اہلیہ مکرم مولانا چوہدری محمد شریف صاحب ربوہ	۱۰۰/-
۲۰	مکرم شمس احمد صاحب شہزاد دارالبرکات ربوہ	۵۰/-

بقیہ: صا سے آگے

اور متبعین کا مقام بھی آپ کے ساتھ ساتھ بڑھتا چلا گیا اور جو بدخلق لوگ آپ کے قریب آئے وہ اتنے صاحبِ خلق بن گئے اتنے اعلیٰ اخلاق پر فائز ہوئے کہ ان کو دیکھ کر نظریں چکا چوند ہو جاتی تھیں۔ حیرت کے ساتھ دُنیا ان کے اخلاق کو دیکھنے لگی اور ان کے اخلاق میں جو حیرت انگیز رُوحانی انقلابات برپا ہوئے ان کو دیکھ کر آج بھی تعجب ہوتا ہے۔

پس ابتلاء اس کو کہتے ہیں جس کے نتیجے میں مقام نصیب ہوتے ہیں اور جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اپنے ابتلاؤں پر ثابت قدمی دکھائی تھی اور انہیں خدا کا انعام جانا تھا۔ اسی طرح جماعت احمدیہ کو بھی ابتلاؤں پر شکر کرتا ہوگا اور ابتلاؤں پر صبر کرتا ہوگا اور ابتلاؤں کو ایک لعنت نہیں بلکہ خدا کا انعام گردانتا ہوگا۔ لیکن یہ تبھی ممکن ہے کہ اگر دعاؤں کے ذریعے مدد مانگتے ہوئے ہم ان ابتلاؤں میں ثابت قدم رہیں۔

(خطبہ عیدالاضحیہ ۳ جولائی ۱۹۹۰ء)

خود مل کر تشخیص و مشورہ کے خواہشمندوں کی خاطر

حضرت حکیم نظام جان
کے فرزند
حکیم عبدالحمید اعوان
کا ماہانہ پروگرام

۰۔ ۵ تا ۷ تاریخ مشہور دواخانہ نزد لیبر بکس اقصیٰ چوک ربوہ ۰۔ ۱۵، ۱۶ کو مشہور دواخانہ چوک قلعہ کالر والہ ۰۔ ۲۱ سے ۲۳ تاریخ تک مشہور دواخانہ محمود آباد ۳ کراچی
۰۔ ۲۵ سے ۲۷ تاریخ تک مشہور دواخانہ نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ ملتان
باقی دنوں میں مشہور دواخانہ چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ میں مشورہ ہو سکتا ہے۔
رجسٹرڈ
مینجر مشہور دواخانہ گوجرانوالہ

ملکی خبریں

○ وزیراعظم پاکستان نے منگل کو ایوان صدر میں صدر غلام اسحٰق سے طویل ملاقات کی اور ملک کی سیاسی صورتحال اور امن و امان کے بارے میں صلاح مشورہ کیا۔ ملاقات میں پارلیمنٹ کے اندر اور باہر اپوزیشن جماعتوں کی سرگرمیوں پر بھی بات چیت کی گئی۔

○ سابق وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ موجودہ حکومت نے اپنی پالیسیوں کے باعث ملک میں انارکی کی کیفیت پیدا کر دی ہے اور ملک کی سرحدوں کو سنگین خطرات سے دوچار کر دیا ہے۔

○ سابق وزیراعظم اور پیپلز پارٹی کی شریک چیئرپرسن محترمہ بے نظیر بھٹو نے پیپلز پارٹی کے اعلیٰ سطح کے اجلاس میں کہا کہ جام صادق اور غلام حیدر وائیں نے سندھ اور پنجاب میں لاقانونیت پیدا کی ہے۔ اس لئے انہیں برطرف کر کے گرفتار کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ ایک اسحاق کشمیر میں صدر تھا وہ چلا گیا اب دوسرے کی باری ہے۔

○ پی۔ڈی۔اے کے نمائندہ وفد نے آج اسلام آباد کی انتظامیہ سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں ۱۴ اگست کے مظاہرے کا راستہ طے کر لیا گیا۔

○ پاکستان اور ایران کے درمیان اقتصادی اور تجارتی میدان میں مزید بہتر تعلقات استوار کرنے کے لئے ایک معاہدہ پر دستخط ہو گئے ہیں۔

○ اسلامی اتحاد کے سربراہ اجلاس میں جو کہ آئندہ ہفتے متوقع ہے۔ نئے سیکرٹری جنرل کا انتخاب ہوگا اس اجلاس میں حکومت کے خلاف بیان دینے اور اپوزیشن سے ملنے والوں کی پوچھ گچھ ہوگی۔

بے اولاد

مردوں کیلئے کورس 200/-
SPERMATOZOA COURSE
عورتوں کیلئے کورس 100/-
STERILITY COURSE
ATHRA COURSE 90/ اٹھراء کورس
تفصیلی لٹریچر مفت
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی ربوہ رجسٹرڈ
فون: ۶۰۲، ۶۰۷، ۷۰۱

غیر ملکی خبریں

○ فلپائن کی حکومت نے سابق صدر مارکوس کی اہلیہ امیلڈا مارکوس کو پانچ سال سے زیادہ جلاوطنی کے بعد وطن واپس آنے کی اجازت دے دی ہے۔ تاہم فلپائن کی حکومت نے خبردار کیا ہے کہ سابق خاتون اوّل کو اپنے خلاف فراڈ اور دیگر الزامات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

○ مصر کے صدر حسنی مبارک نے مغربی ایشیا (مشرق وسطیٰ) کے امن مذاکرات کے بارے میں اسرائیل کے وزیر خارجہ ڈیوڈ لیوی سے تبادلہ خیال کیا ہے۔

○ اسرائیلی کمانڈوز نے سری نگر میں خطرناک منصوبے "پر عمل درآمد شروع کر دیا ہے۔ بھارتی فوجیوں نے مسلمانوں کے گھر خالی کروا کے ہتھیار رکھنے شروع کر دیئے ہیں۔ اسرائیلی کمانڈوز بھیس بدل کر سری نگر کے گردونواح میں پھیل گئے ہیں تاکہ کشمیری حریت پسندوں کے ٹھکانوں کا پتہ کروایا جا سکے۔

○ اسرائیلی وزیراعظم مسٹر شمیر نے اپنی قوم کو یقین دلایا ہے کہ مقبوضہ بیت المقدس کا کوئی حصہ واپس نہیں کیا جائے گا۔

○ دنیا میں روزانہ ایک ارب سے زائد افراد روزانہ ایک ڈالر سے بھی کم آمدنی پر گزارا کر رہے ہیں۔

○ عرب لیگ کی طرف سے فلسطینیوں پر اسرائیل کے غیر انسانی مظالم کی مذمت کی گئی ہے اور اقوام متحدہ سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ حقائق معلوم کرنے کیلئے ایک مشن فوری طور پر مقبوضہ کشمیر روانہ کرے۔

○ غیر اسلامی لباس پہننے والی عورتوں کو گرفتار کرنے کی کوششوں پر ایرانی عوام اور فوج میں جھڑپیں ہونے کی اطلاع ملی ہے۔ سیکیورٹی افواج نے اصفہان میں درجنوں مسلمان خواتین کے بارے میں اعتراض کیا تھا کہ وہ "پردے" کو نظر انداز کر رہی ہیں۔